Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق

ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 3, Issue 4
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

شمائلہ مشتاق احمد

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اردو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

ڈاکٹر پروین اختر کلو

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

نظیر اکبر آبادی کی نظموں میں مذہبی عناصر

Shamaila Mushtaq Ahmad
Ph.D scholar, Department Urdu Govt College University Faisalabad.
Dr.Parveen Akhtar Kallu
Associate Professor, Department Urdu Govt College University Faisalabad.

The Religious Elements In The Poems Of Nazeer Akbarabadi

Nazeer Akbar abadi is a distictive poet in the history of the Urdu Poetry and his poems are considered a landmark on the verge of the Urdu poems exhibiting new meaningness. Nazeer was a versatile poet and had embedded true knowledge of various religions which were practiced in the Sub-continent. This is the reason that his poems embody a wide range of religious subjects ranging from Islam, Hinduism to Budhism. Nazeer has been bestowed with an overwhelmingly innovative style and wrote a many poems relating to the different matters of the abovesaid religons. This article is a key attempt to explore the religious elements of the poems of the Nazeer Akbarabadi.

Keywords: Innovative, Thinking, Religious elements, Commanlities, Life after Death

کلیدی الفاظ: مذہبی عناصر، انسلاکات اجتہادی فکر، مذہبی موضوعات، اشتراکات حیات بعد الموت

اردو شاعری میں مذہبی موضوعات پر مشتمل نظمیہ شاعری ابتدا ہی سے قبولِ عام کا درجہ رکھتی ہے۔ متقدمین میں بہت سے شعرا وہ ہیں جنھوں نے اردو نظم میں مذہبی موضوعات کو پورے اہتمام کے ساتھ بیان کیا ہے۔ انھی شعرا میں سے ایک شاعر نظیر اکبر آبادی ہیں۔ نظیر اکبر آبادی کی نظموں میں مجموعی طور پر مذہب اور ہندوستانی تہذیب و ثقافت کی فضا چھائی ہوئی ہے البتہ مذہبی موضوعات کا رنگ زیادہ غاآتا ہے۔۔ اٹھارویں صدی میں اردو زبان و ادب میں تمام اصناِف سخن کے آثار واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ پروفیسر آل احمد سرور لکھتے ہیں:

"نظیر اکبر آبادی کو میں نے ہندوستانی تہذیب کا عاشق کہا ہے۔ ان کی نظموں میں نہ صرف اس دور کی ساری تہذیبی زندگی کا عکس نظر آتا ہے بلکہ آدمی نامہ، ہنس نامہ اور بنجارہ نامہ جیسی نظموں میں اس تہذیب کی انسان دوستی، مذہب اور اخلاقی نکتہ نظر اور رواداری کا بھرپور

 Corresponding Author›s Email: saimaiqbalgcuf752@gmail.com

عکس بھی ملتا ہے۔"(۱)

ہندوستان میں مغرب کے مذہبی و تہذیبی اثرات اٹھارویں صدی کے اختتام سے ہی تیزی پکڑ گئے تھے اور انیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی ہندوستان میں نشاۃ ثانیہ کی تحریک نے بھی جنم لیا تھا۔ ہمارے نظمیہ سرمائے اور داستانوں اور ناولوں میں مذاہب کے مابین اشتراکات کی عکاسی مل جاتی ہے، مگر اس کی روح ہماری اردو نظم میں ملتی ہے۔ اردو نظم میں سب سے پہلے مذہبی موضوعات کو بیان کرنے والوں میں نظیر اکبر آبادی کے نام کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہندومت، بدھ مت اور اسلام کے حوالے سے نظیر اکبر آبادی نے جو نظمیں تحریری کی ہیں، وہ خالصتاً مذہبی رنگ میں رنگی ہوئی ہیں۔ مثال کے طور پر نظیر اکبر آبادی کی نظم "کرشن" ہی کو لے لیجیے جو دیوتاؤں کے تئیں عقیدت، احترام اور ان کی عظمت کا بیان اس نظم میں واضح طور پر نظر آتا ہے۔ نظیر اکبر آبادی کی نظموں میں ہندوستان میں پائے جانے والے کم و بیش تمام مذاہب کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔ مذہبی موضوعات کی حامل ان نظموں کا گہرا تعلق ہندوستان کی مٹی کی بو باس، فضا، اساطیر اور دیو، مالاؤں سے ہے۔

نظیر کی شاعری کا زمانہ وہ ہے جب ہندوستان کی ہندو مسلم دونوں قومیں باہم متحد تھیں۔ ہندو مسلمانوں کے اور مسلمان ہندوؤں کے مختلف تہواروں، میلوں، ٹھیلوں، تماشوں، اور ایک دوسرے کی سماجی رسموں میں زندہ دلی کے ساتھ شرکت کرتے تھے۔ ایسے ہی ماحول میں نظیر کی شاعری پروان چڑھی اور یہی ماحول، یہی کیفیت، اور یہی رنگ و آہنگ نظیر کی شاعری پر چھایا رہا۔ اسی لیے نظیر کی شاعری کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی شاعری یک رخی ہونے کے بجائے کثیر الجہات ہے اور اس کی کثیر الجہتی یہ ہے کہ اس نے اگر ایک طرف مسلمانوں کے تہواروں میں عید اور شب برات پر نظمیں کہی ہیں تو دوسری طرف ہندوؤں کے تہواروں میں ہولی، دیوالی، بسنت اور راکھی پر بھی اظہار خیال کیا ہے۔ اس نے جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ، مدح پنجتن، اور حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے تو وہیں اہل ہنود کی مقدس ہستیوں میں شری کرشن، گرونانک، کنھیا جی کی راس، جنم کنھیا جی، ہر کی تعریف میں، درگا جی کے درشن، بھیرو جی کی تعریف، مہادیو کا بیاہ، اور بلدیو جی پر بھی خوبصورت نظمیں کہی ہیں۔

اسی لیے ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں نے اس کے کلام سے اپنی دلچسپی کا اظہار کیا اور اسے اپنا شاعر تسلیم کر لیا۔ اس طرح نظیر کے کلام میں قدیم ہندو طرز معاشرت، ہندو دیومالا، ہندو رسم و رواج، ہندو فلسفہ، اور ہندو نجوم وغیرہ کا پایا جانا اس بات پر دال ہے کہ نظیر بلاشبہ ان سے واقف تھے کیونکہ بار بار ان کے کلام میں اس کے حوالے ملتے ہیں۔ مثلاً اس نے کرشن کنھیا کی جن متعدد صفات کو گنوایا ہے وہ ہندمت سے متعلقہ ہیں اور یہ امور ذیل کے بند سے واضح ہوتے ہیں:

پھر آیا واں اک وقت ایسا جو آئے گرب میں من موہن
گوپال منوہر مرلی دھر سیکشن کشورن کنول نین
گھنشیام مراری بنواری گردھاری سندر سیام برن
پربھوناتھ بہاری کان الا سکھدائی جگ کے دکھ بھنجن
جب ساعت پرگھٹ ہونے کی واں آئی کٹ دھریّا کی
اب آگے بات جنم کی ہے جے بولو کشن کنھیا کی (۲)

اس طرح کشن کنھیا کے متعدد اوصاف گنانے کے بعد جب وہ مسلم پیشوا اور رہنما حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے روضے پر حاضری دیتا ہے تو ان کی مدح سرائی میں اس طرح رطب اللسان ہوتا ہے کہ ایک ایک شعر ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف میں عقیدت و ستائش کا ایک بحر ذخار نظر آتا ہے:

ہیں دو جہاں کے سلطاں حضرت سلیم چشتی

عالم کے دین و ایماں حضرت سلیم چشتی
سر دفتر مسلماں حضرت سلیم چشتی
مقبول خاص یزداں حضرت سلیم چشتی
سردار ملک و عرفاں حضرت سلیم چشتی (۳)

نظیر نے اسلامی اور ہندومت میں موجود مذہبی تہواروں کا ذکر بھی انتہائی موثر انداز میں کیا ہے۔ ہندو تہواروں میں ”ہولی، دیوالی، بسنت اور راکھی“ کو اپنی نظموں کا موضوع بنایا ہے اور اسی طرح اسلامی تہواروں میں ”عید الفطر، عید الاضحی، اور شب برأت“ سے متعلق موضوعات کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ نظیر نے اپنی جن نظموں میں ہندومت کے مذہبی تہواروں کا ذکرت کیا ہے ان میں ہندوستانیت کی جھلک بھی نمایاں دکھائی دیتی ہے۔ ہولی پر اتنی نظمیں شاید ہی کسی ہندو شاعر نے کہی ہوں جس قدر نظیر اکبر آبادی نے کہی ہیں۔ ہولی ایک ایسا تہوار ہے جو پورے ہندوستان میں مذہبی رسوم و رواج کے مطابق منایا جاتا ہے۔ ان تمام نظموں میں 'ہولی کی بہاریں' زیادہ بہتر ہے۔ اس لیے کہ مترنم بحروں میں موسم اور ہولی کے جملہ متعلقات کی ایسی مصوری کی گئی ہے کہ اس کو پڑھ کر نظیر کی شخصیت اور اس کی فنی مہارت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ نظیر اکبر آبادی نے ہندومت کے تہواروں کے رنگوں کو اپنی نظموں کے کینوس پر بکھیرا ہے۔ ہولی ایک ہندو مذہب کا تہوار ہے۔ اس کے حوالے سے ان کی نظم ہولی کے یہ شعر دیکھیں:

جب پھاگن رنگ جھمکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی
اور دف کے شور کھڑکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی
پریوں کے رنگ دمکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی
خم شیشے جام جھلکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی
محبوب نشے میں چھکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی
ہو ناچ رنگیلی پریوں کا بیٹھے ہوں گلرو رنگ بھرے
کچھ بھیگی تانیں ہولی کی کچھ ناز و ادا کے ڈھنگ بھرے
دل بھولے دیکھ بہاروں کو اور کانوں میں آہنگ بھرے
کچھ طبلے کھڑکیں رنگ بھرے کچھ عیش کے دم منھ چنگ بھرے
کچھ گھنگرو تال چھنکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی (۴)

ہندومت کی مذہبی تعلیمات کے حوالے سے نظیر اکبر آبادی کی نظم بعنوان ”جنم کنہیا جی“ انتہائی اہم ہے۔ جنم کنہیا جی کو بھگتی کا معلم اعظم بھی کہا جاتا ہے۔ جنم کنہیا جی میں نظیر اکبر آبادی نے پوری مذہبی داستان رقم کی ہے۔ نظم کا ابتدائی حصہ ملاحظہ کیجئے:

ہے ریت جنم کی یوں ہوتی جس گھر میں بالا ہوتا ہے
اس منڈل میں ہر من بھیتر سکھ چین دوبالا ہوتا ہے
سب بات بدھا کی بھولے ہیں جب بھولا بھالا ہوتا ہے
آنند مندیلے باجت ہیں جب بھون اجالا ہوتا ہے
یوں نیک نچھتر لیتے ہیں اس دنیا میں سنسار جنم
پر ان کے اور ہی لچھن ہیں جب لیتے ہیں اوتار جنم

سبھ ساعت سے یوں دنیا میں اوتار گربھ میں آتے ہیں
جو نار د من ہیں دھیان بھلے سب ان کا بھید بتاتے ہیں
وہ نیک مہورت سے جس دم اس سشٹ میں جنمے جاتے ہیں (۵)

اسی طرح نظیر اکبر آبادی نے ایک اور نظم "مہادیو جی کا بیاہ" بھی تحریر کی ہے جو در اصل ہندومت کے ایک بہت بڑے مذہبی پیشوا مہادیو جی کی شخصیت کو موضوع بنایا ہے۔ اس نظم میں مہادیو جی کے بیاہ کے حوالے سے ہندومت میں پائے جانے والے خیالات کا احاطہ کیا ہے۔ یہ چند اشعار دیکھئے:

بول بچن آنند کے، پریم، پیت اور چاہ
سن لو یارو، دھیان دھر، مہادیو کا بیاہ
جوگی جنگم سے سنا، اس کا بھی پرمان
سننے والے بھی رہیں ہنسی خوشی دن رین
اور پڑھیں جو یاد کر ان کو بھی سکھ چین (٦)

ہندومت کے حوالے سے نظیر اکبر آبادی نے جو مذہبی نظمیں کہی ہیں، ان کی فہرست طویل ہے۔ ہولی اور دیوالی کے علاوہ انھوں نے راکھی بندھن پر اور اسی طرح دیگر مذہبی موضوعات جیسے ہندومت کے تصورِ موت و حیات اور اخلاقی نظام کو بھی اپنی نظموں کا موضوع بنایا ہے۔ ہندومت کے علاوہ نظیر اکبر آبادی نے اسلامی موضوعات پر بھی نظمیں کہی ہیں۔ مثال کے بطور پر نظیر اکبر آبادی کی نظم "شب برات" ہی کو لے لیجئے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اہلِ اسلام کی نظر میں اس مذہبی تہوار کی اہمیت کیا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ اس میں کون سے اعمال کیے جاتے ہیں عقیدے اور عقیدت دونوں سے ہم سبھی واقف ہیں، لیکن اس کی اہمیت اور افادیت نظیر کی زبانی سنیے:

کیونکر کرے نہ اپنی نموداری شب برات
چلپک چپاتی حلوے سے ہے بھاری شب برات
زندوں کی ہے زباں کی مزیداری شب برات
مردوں کی روح کی ہے مددگاری شب برات
لگتی ہے سب کے دل کو غرض پیاری شب برات
عالم کے بیچ جس گھڑی آتی ہے شب برات
کیا کیا ظہور نور دکھاتی ہے شب برات
روشن ہیں دل جنھوں کے عبادت کے نور سے
ان کو تمام رات جگاتی ہے شب برات
خالق کی بندگی کرو اور نیکیوں کے دم
یہ بات ہر کسی کو سناتی ہے شب برات (۷)

مذکورہ بالا نظموں کے مطالعے کے بعد یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ نظیر کی شاعری میں حقیقتاً اسلامی رنگ اور مذہب اسلام کا تہذیبی رنگ و روپ اپنے تمام آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ نظیر نے ہندوستان میں اسلامی تہذیب کی باریک بینی کے ساتھ مشاہدہ کیا اور اسے اپنی شاعری میں اس طرح بیان کیا کہ قاری کے سامنے ہندوستان کی اسلامی تہذیب و معاشرت اور اس کے تمام متعلقات از خود روشن ہو

جاتے ہیں۔اسی طرح سے اسلامی تہذیب و تمدن کے رنگوں کی عکاسی کو نظیر اکبر آبادی کی نظموں میں ہر سطح پر دیکھا جاسکتا ہے۔ نظیر نے اپنی نظموں کے ذریعے سے مذہبِ اسلام کا ایک ایسا آئینہ پیش کر دیا ہے جو رہتی دنیا تک ان کی شاعری کے پڑھنے والوں کو اپنے دور کی حقیقت سے روشناس کراتی رہے۔ مجنوں گورکھپوری کے یہ الفاظ نظیر اکبر آبای کے حوالے سے قابلِ لحاظ ہیں:

”نظیر خالص ہندوستانی شاعر تھے،ہندوستان کی زندگی، مذہب اور ہندوستان کے رسوم وروایات ان کی نظموں کے لازمی عناصر ہیں۔ وہ اپنے گردوپیش کے عام واقعات کے ساتھ سچی موانست رکھتے ہیں اور انھیں سے اپنی نظموں کے لیے مواد حاصل کرتے ہیں۔ نظیر اردو کے پہلے شاعر ہیں جن کا کلام پڑھ کر ہندوستان کے حالات کی عام معاشرت اور یہاں کے مذہبی رسوم ورواج کے متعلق معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔“(۸)

کوئی شک نہیں کہ نظیر اکبر آبادی کی نظموں پر مذاہب عالم یعنی ہندومت، بدھ مت اور اسلام کے اثرات نمایاں ہیں اور ان کے ساتھ ان کی نظموں میں ہندوستان میں پائے جانے والے مذاہب کی تہذیبی فضا بھی چھائی ہوئی ہے۔ نظیر کے علاوہ اس دور کی اردو نظم پر عربی و فارسی زبانوں میں جن مذہبی روایات کی بازگشت عام تھی،ان کے اثرات بھی ملتے ہیں۔اسی طرح اسلامی رنگِ تصوف نے اولاً نظیر کی نظموں کی جمالیاتی اقدار کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ مغربی اقدار کی یلغار کے سامنے ان کی نظموں میں جو اسلامی اقدار کا احیاء اور تذکار ملتا ہے،وہ باقاعدہ اسلامی تحریک کا باعث ہیں۔ نظیر اکبر آبادی کے ہاں اگر ہم مذہبِ اسلام کے قوی اثرات اور اسلامی تہذیب و تمدن کے اثرات کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے چند ایک محرکات ضرور ہیں۔ نظیر کی نظموں میں اسلامی شعائر اوراسلامی تہذیب و ثقافت کے نقوش تلاش کرنے سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ برصغیر میں نظیر اکبر آبادی کے دور میں اسلامی تہذیب و ثقافت کی صورت حال کیا تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام ایک ہمہ گیر اور آفاقی مذہب ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ دیار حرم سے نکل کر یہ جن راستوں سے گزرااور جن بستیوں میں ٹھہراوہاں کی تہذیبی روایات،وہاں کی معاشرت اور وہاں کی صالح اقدار کو اپنے آپ میں اس طرح ضم کرتا رہا کہ دیار غیر کے مناظر بھی سرسبز وشاداب ہوگئے۔ ظاہر ہے اس کا اطلاق سرزمین ہند پر بھی ہوتا ہے کہ یہاں کے میلوں ٹھیلوں، تیج تیوہاروں اور رسوم ورواج کے علاوہ ویدک فلسفے کی صحت مند اقدار کے اثرات بھی اسلام کی شفاف چادر پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ یہاں کی مسلم ثقافت کے طاق پر یونانی علم وحکمت کے چراغ بھی روشن ہیں اور آریائی فکر وفلسفے کی تصاویر بھی نمایاں ہیں۔ جہاں تک اردو شعر وادب کا تعلق ہے تو اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اردو شعریات پر تلمیحات اور استعارات کا جو قرینہ نظر آتا ہے وہ یقیناً فارسی شاعری ہی سے مستعار ہے، لیکن اس پورے منظرنامے میں مذہب یا دین جس سے انسان کا ازلی رشتہ ہے، اس کا پرتو بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ شعر وادب کا ایک مقصد دین ومذہب کی عطا کردہ اقدار کی بنیادوں پر انسان سازی کرنا بھی ہے اور مشرقی شاعری نے اس فریضے کو اپنی پوری ذمہ داری کے ساتھ نبھایا ہے۔ اس کے ثبوت میں مولانا روم اور شیخ سعدی سے لے کر علامہ اقبال تک کتنے ہی شاعروں کا کلام رکھا جاسکتا ہے۔ اسلامی تہذیب وثقافت کے حوالے سے اردو کی اعلیٰ شاعری کے جو نمونے ہمارے سامنے آتے ہیں، ان میں ہندوستانی بھکتی کے رنگ بھی ہیں اور آب زمزم کی نمی بھی، یہ اور بات ہے کہ یونانی فکر فلسفہ کے وہ رنگ جس میں بیشتر فارسی شاعری رنگی ہوئی ہے۔ اس کا عکس بھی اردو شاعری پر شروع سے ہی نمایاں ہے۔ ثبوت میں میر تقی میر، خواجہ میر درد، مظہر جانِ جاناں اور مرزا غالب تک کے اشعار پیش کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن نظم کے جدید آہنگ میں جس شاعر نے اسلام سمیت دیگر مذاہب کو موضوعی کینوس میں شامل کیا، وہ بلاشبہ نظیر اکبر آبادی ہی ہیں اور ان کے سوا کسی اور کا نام اردو کی اولین شاعری میں لیا ہی نہیں جاسکتا کیونکہ اس وقت نظم کے منظرنامے پر نظیر کے ہم لہ اور کوئی شاعر نہیں تھا جس نے مختلف مذاہب پر کثیر الجہت نظمیں کہی ہوں۔ نظیر نے ایسے موضوعات پر بھی نظمیں کہی ہیں جو تمام مذاہب میں مشترکہ ہیں۔ مثال کے طور پر فکر آخرت کا موضوع بدھ مت، ہندومت، عیسائیت، یہودیت، کنفیوشس ازم اور اسلام سب میں مشترک ہے اور اس حوالے سے

سبھی مذاہب اس امر کا اعادہ کرتے ہیں کہ انسان کو اچھے اعمال کر کے اگلی زندگی کو سنوارنا چاہیے۔ یہ تصور حیات بعد الموت دنیا کے مذاہب میں مختلف سہی لیکن الہامی مذاہب میں ایک جیسا ہے۔ اس حوالے سے نظیر کی نظم "کبڑی نامہ" کے ہ اشعار قابلِ ملاحظہ ہیں:

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا
سر کانپا، چاندی بال ہوئے منہ پھیلا پلکیں آن جھکیں
قد ٹیڑھا کان ہوئے بہرے اور آنکھیں بھی چندھیائے گئیں
سُکھ نیند گئی اور بھوک گئی، دل سست ہوا آواز نہیں
جو ہونی تھی سو ہو گزری اب چلتے ہیں کچھ دیر نہیں(۹)

اسلام میں حیات بعد الموت کا بہت واضح تصور ہے اور ہر مسلمان کے ایمان کا بنیادی حصہ ہے۔ اس لیے حیات بعد الموت کی تیاری کے لیے نظیر نے جو موضوع بیان کیا ہے، وہ آخرت کے سفر کی تیاری کا ہے۔ انسان جب بوڑھا ہو جاتا ہے تو موت اس کے دروازے پر دستک دیتی ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اس سفر پر روانہ ہو جائے، اسے آخرت کا زادِ راہ لے لینا چاہیے۔

حوالہ جات

۱۔ آل احمد سرور، ڈاکٹر: "متحدہ ہندوستانی قومیت"، مشمولہ اردو اور مشترکہ ہندوستانی تہذیب، دہلی: مرتبہ ڈاکٹر کامل قریشی، اردو اکادمی، ۹۰۰۲ء، ص ۰۵

۲۔ نظیر اکبر آبادی، انتخابِ نظیر از ناصر کاظمی، لاہور: جہانگیر بک ڈپو، ۳۰۰۲ء، ص ۵۶۱

۳۔ ایضاً، ص ۶۵۱

۴۔ ایضاً، ص ۸۷

۵۔ ایضاً، ص ۵۴۱

۶۔ ایضاً، ص ۴۰۲

۷۔ ایضاً، ص ۷۷۲

۸۔ مجنوں گورکھپوری، دوش فردا، الہٰ آباد: ادارہ انیس اردو، ۵۹۹۱ء، ص ۴۱۱

۹۔ نظیر اکبر آبادی، انتخابِ نظیر از ناصر کاظمی، لاہور: جہانگیر بک ڈپو، ۳۰۰۲ء، ص ۷۱۲